

فصل دوم

رسالتِ محمدی پر ایمان کی دعوت

دعوتِ اسلامی کا دوسرا اہم نکتہ یہ تھا کہ لوگ اللہ و وحدۃ لا شریک کو واحد معبود اور واحد حاکم و مقتدرِ اعلیٰ ماننے کے بعد یہ تسلیم کریں کہ رسول ہی وہ ایک مستند و معتبر پیغام بر ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انسانوں کو ہدایت دیتا ہے، احکام دیتا ہے، عبادت کا صحیح طریقہ بتاتا ہے، صحیح عقائد کی تعلیم دیتا ہے، اخلاق اور اعمال کے صحیح اور غلط اصولوں اور طریقوں کی تمیز سکھاتا ہے، اور اپنے وہ قوانین بھیجتا ہے جن کی پیروی لوگوں کو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں کرنی چاہیے۔ اس لیے اللہ کی توحید پر ایمان لانے کے بعد لوگوں کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ رسول کی رسالت پر ایمان لائیں، اُس کو مرضی الہی کا واحد نمائندہ مانیں، سب کی پیروی چھوڑ کر اس کی پیروی اختیار کریں، اور سب کی اطاعت ترک کر کے اُن احکام و ہدایات کی اطاعت کریں جو رسول اپنے بھیجنے والے خدائے واحد کی طرف سے دے۔ اس طرح یہ رسالت کا عقیدہ اُس عظیم انقلاب کو عملی شکل دے رہا تھا جو اللہ کی توحید تسلیم کر کے اسلام انسانی زندگی میں برپا کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جب توحید کو مان کر انسان اس بات کا قائل ہو جائے کہ اب اُسے اللہ ہی کی بندگی و عبادت کرنی ہے اور اسی کی ہدایت پر چلنا ہے، تو فوراً ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس عقیدے کو عمل میں کیسے لائے؟ کس ذریعہ سے اس کو یہ معلوم ہو کہ اللہ کی بندگی و عبادت کا صحیح طریقہ کیا ہے اور اُس کی وہ ہدایت کیا ہے جس کی اب اُسے پیروی کرنی چاہیے؟ قرآن نے بتایا کہ وہ ذریعہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنا رسول بنا کر اُس کو اُن چیزوں کا علم دیتا ہے جن پر عمل کرنا اس کی مرضی کے مطابق ہے، اور اُس کی بندگی بجالانے کے لیے کوئی عملی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ رسول کی رسالت مان کر اس کی پیروی و اطاعت کی جائے۔ یوں تمام مختلف عقائد و افکار، اولام و تخیلات، مذاہب و ادیان، رسوم و قوانین، اور ربابِ مستشرقین کی پیروی و اطاعت

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ
كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَإِنَّا فِي الْأَرْضِ لَآخِذُهُمْ
اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ - وَمَا كَانَتْ
لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنِّ وَاقٍ -
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاكْفَرُوا
فَاخَذَهُمُ اللَّهُ - إِنَّهُ شَدِيدُ
الْعِقَابِ (المومن - ۲۱ - ۲۲) -

کہ اُن لوگوں کا انجام انہیں نظر آتا جو ان سے پہلے
گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے (یعنی قریش سے)
زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زبردست
آثار زمین میں چھوڑ گئے۔ پھر اللہ نے اُن کے گناہوں
پر انہیں پکڑ لیا اور ان کو اللہ سے بچانے والا
کوئی نہ تھا۔ یہ اُن کا انجام اس لیے ہوا کہ ان
کے پاس رسولِ بیّنات لے کر آئے مگر انہوں
نے ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر کار اللہ نے
انہیں پکڑ لیا۔ یقیناً وہ بڑی قوت والا اور سزا
دینے میں بہت سخت ہے۔

قریب قریب یہی بات سورۃ فاطر آیات ۲۵-۲۶ اور سورۃ تغابن آیات ۵-۶ میں بیان کی گئی ہے،
اور قرآن اُن قوموں کے قصوں سے بھرا ہوا ہے جنہوں نے اپنے اپنے عہد کے رسولوں کی تکذیب کی اور
آخر کار دنیا ہی میں ان پر عذاب آگیا۔

پھر آخرت کے متعلق بتایا گیا کہ دلوں انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہی اس بنیاد پر قائم ہوگی کہ تمہارے
پاس رسول بھیج کر تمہیں حق اور باطل کا فرق، اور سیدھا راستہ صاف صاف بتا دیا گیا تھا، اس کے
باوجود تم نے اُن کو نہ مانا اور ان کی اطاعت نہ کی، اس لیے اب تم عذابِ جہنم کے مستحق ہو۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا
إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنَّا

اے محمد، ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی
بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد آنے والے

۱۔ بیّنات سے مراد تین چیزیں ہیں (۱) ایسی نمایاں علامات اور نشانیاں جو اُن کے مامورین اللہ ہونے پر شاہد
تھیں۔ (۲) ایسی روشن دلیلیں جو ان کی پیش کردہ تعلیمات کے حق ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں۔ (۳) زندگی کے
مسائل و معاملات کے متعلق ایسی واضح ہدایات جنہیں دیکھ کر ہر محقول آدمی یہ جان سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ تعلیم
کوئی جھوٹا خود غرض آدمی نہیں دے سکتا۔

اور رسول سے جھگڑا کیا جبکہ راہِ راست ان پر واضح ہو چکی تھی، وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی ان کا سب کیا کرایا غارت کر دے گا۔

سَيِّئِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى
لَنْ يَصْرِفُوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحِطُّ
أَعْمَالَهُمْ (محمد - ۳۲)۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا:

اے گروہ جن وانس، کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے تھے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف خود شہادت دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا، مگر آخرت میں وہ اپنے اوپر خود گواہی دیں گے کہ وہ کافر ہیں۔ یہ شہادت ان سے اس لیے لی جائے گی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ تمہارا رب بستیوں کو ظلم کے ساتھ تباہ کرنے والا نہ تھا جبکہ ان کے بسنے والے (حق سے) بے خبر ہو رہے۔

يَمَعُشَرِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
أَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ
يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي
وَيُنذِرُكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ
هَذَا - قَالُوا شَهِدْنَا عَلَى
الْأَنْفُسِ - وَغَرَّتَهُمُ الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ
أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ - ذَلِكَ
أَنَّ لَكُمْ يَوْمَ تَبُكُّ مَهْلِكَ
الْقُرَى بَاطِلٌ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ -

الانعام ۱۳۰-۱۳۱)۔

جب بھی کوئی انبوءِ جہنم میں ڈالا جائے گا اُس کے کارندے اُن لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی نذیر (خبردار کرنے والا)

كَلَّمَ الْقَوْمَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
خَزَائِنَهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ
نَذِيرٌ - قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲) ہو کہ خدا کے راستے پر آنے سے رُک جائیں۔ اس کے علاوہ ہر کافر معاشرہ خدا کے راستے میں ایک سنگِ گراں ہے کیونکہ وہ اپنی تعلیم و تربیت، اپنے اجتماعی نظام، اپنے رسم و رواج اور اپنے تعصبات سے دینِ حق کے پھیلنے میں شدید رکاوٹیں ڈالتا ہے۔

ہم نے کوئی بستی ایسی ہلاک نہیں کی جس

میں خردوار کرنے والے نہ آئے ہوں۔

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھی

دعوت دینے کے لیے بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو

اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا

لَهَا مُنْذِرُونَ (الشعراء - ۲۰۸)۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ

رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل ۳۶)۔

حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک قرآن مجید میں نبی پر نبی کا نام لے کر بیان کیا گیا کہ ہر ایک نے

اپنی قوم سے یہی کہا کہ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَآطِيعُوا أَمْرَهُ - "اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو" ملاحظہ

ہو آل عمران - ۵۰ - الشعراء - ۱۰۸ - ۱۱۰ - ۱۲۶ - ۱۳۱ - ۱۴۳ - ۱۵۰ - ۱۶۳ - ۱۷۹ - الزخرف - ۶۳

نوح - ۱۳ -

انبیاء کی بعثت کا مقصد | پھر سب انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ تھا:

ہم نے اپنے رسولوں کو بینات کے ساتھ

بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان

د معیار حق و باطل، نازل کی تاکہ لوگ انصاف

پر قائم ہوں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ

وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ

لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

(الحمد - ۲۵)

"انصاف پر قائم ہوں، یعنی اپنے ساتھ انصاف، اپنے خدا کے ساتھ انصاف، ہر اس انسان کے ساتھ

انصاف جس سے ان کا معاملہ پیش آئے، اپنے معاشرے میں انصاف، اپنے لیں دین میں انصاف، اپنی تہذیب

نہیں میں انصاف، اپنی سیاست و حکومت میں انصاف، اپنی عدالت میں انصاف، اپنے بین الاقوامی

تعلقات میں انصاف، غرض انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے زندگی کے ہر شعبے اور پہلو میں انصاف

کا قیام ان سب کی بعثت کا مقصد تھا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت | نبوت و رسالت کی تاریخ اور اس کی حقیقت کے اس پس منظر میں پہلے قریش

کو، پھر اہل عرب کو، پھر ساری دنیا کو یہ بتایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی رسولوں میں سے ہیں جو پہلے بھیجے

جاتے رہے ہیں، وہی دین لے کر آئے ہیں جو ابتدائے آفرینش سے تمام رسولوں کا دین تھا، اسی دین کو تمام

آمیزشوں اور لائشوں سے پاک کر کے اس کی اصل خالص صورت میں پیش کرنے کے لیے آئے ہیں، اور اب

خدا کا دین، اُس کی شریعت، اُس کا قانون، اُس کا حکم وہ ہے جو اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی بھیجی ہوئی وحی کی بنا پر آپ پیش کر رہے ہیں۔ آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت اور آپ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ لہذا لوگوں کو محض اس بات پر ہی ایمان نہیں لانا چاہیے کہ آپ خدا کے رسول ہیں، بلکہ ایمان لانے کے بعد ہر ایک کی اطاعت و پیروی چھوڑ کر بے چون و چرا آپ کی اطاعت و پیروی بھی کرنی چاہیے، کیونکہ آپ کی ہدایت سے انحراف عین اُس خدا کی اطاعت سے انحراف ہے جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

حضور کی بعثت سے پہلے اہل عرب خود ایک نبی مانگ رہے تھے | قبل اس کے کہ اُد پر کے بیانات کی تفصیل پیش کی جائے، یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اہل عرب اپنے گرد و پیش کے عیسائیوں اور یہودیوں اور ادیان سابقہ کے پیروں کی گرمی ہوتی اخلاقی حالت اور ان کی بد کرداریاں دیکھ دیکھ کر خود یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس وہ چیز آئی ہوتی یعنی رسالت اور خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت، تو ہم ان سب سے بہتر امت بن کر دکھا دیتے۔ یہ بات قرآن مجید میں دُنکے کی چوٹ کہی گئی ہے اور منکرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اس امر واقعہ کا انکار کرتا:

یہ لوگ دینی قریش اور اہل عرب، کڑی
کڑی قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی
خبردار کرنے والا یعنی رسول، ان کے ہاں
آگیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے زیادہ
راست رو ہوتے۔ مگر جب خبردار کرنے والا
ان کے ہاں آگیا تو اس کی آیتیں ان کے اندر
سحق سے فرار کے سوا کسی چیز میں امان نہ کیا۔
یہ زمین میں اور زیادہ استکبار کرنے لگے اور بُری
بُری چالیں، اُس کو زک دینے کے لیے چلنے لگے
حالانکہ بُری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے
بھیجتی ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ
لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ
أَهْدَىٰ مِنْ أَهْدَى الْأُمَمِ -
فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا
سَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۚ إِنَّ اسْتِكْبَارًا
فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ
وَلَا يَجِئُ الْمَكْرَ السَّيِّئِ
إِلَّا بِأَهْلِهِ -

(فاطر ۲۲-۲۳)

یہ لوگ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے

وَأِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ كَوَاتٍ

عُنْدَنَا ذِكْرًا مِمَّنَ الْأَوَّلِينَ
لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمَخْلُصِينَ
فَلْكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(الصَّفَّت - ۱۶۷-۱۶۸)

پاس وہ "ذکر" اللہ کا پیغام نصیحت، ہوتا جو پچھلے
قوموں کو ملا تھا تو ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے
مگر جب وہ آگیا، تو انہوں نے اس کو ماننے سے انکار
کر دیا۔ اب عنقریب انہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی آمد ان کی منہ مانگی مراد تھی، مگر جب وہ نعمت میسر آگئی تو وہ مخالفت
صدا اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے۔

حضور انبیاء میں سے ہیں اور آپ کا ذریعہ علم وہی وحی تھا جو تمام انبیاء کا تھا | ان حقائق کو نگاہ میں رکھ کر دیکھیے
کہ حضور کی رسالت کا تعارف قرآن نے کس طرح کرایا اور آپ کی کیا حیثیت پیش کی۔

لَيْسَ، وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ،
إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ رِيس (۱۴۱)

یعنی تم رسولوں میں سے ہو اور تمہاری رسالت کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ یہ حکمت سے لبریز قرآن تم
پیش کر رہے ہو۔

اور اسی طرح ہم نے اے محمد! یہ قرآن
عربی تمہاری طرف وحی کیا ہے تاکہ تم بستیوں
کے مرکز رکھو، اور اس کے گرد پیش رہنے والوں
کو خبردار کر دو۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَتُنذِرَ
أُمَّ الْقُرْأَى وَمَنْ حَوْلَهَا -
(الشورى - ۲۰)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے یہ فرقان
رحیق و باطل کا فرق بتانے والا کلام، اپنے بندے
پر نازل کیا تاکہ دنیا جہان والوں کے لیے خبردار
کرنے والا ہو۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ
الْقُرْآنَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
(الفرقان - ۱)

اے محمد! کہہ دو کہ اے انسانو! میں تم سب
کی طرف اُس خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے۔

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ (الاعراف - ۱۵۸)

اے محمدؐ، ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔ ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سینان کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا
أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ
مِنْ بَعْدِهِ، وَأَوْحَيْنَا إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى
وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ
وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا (النساء - ۱۶۳)

آپؐ کی بعثت کے مقاصد | اگرچہ آپؐ کی بعثت کا مقصد وہی تھا جو تمام انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد ہم اس سے پہلے سورہ حدید آیت ۲۵ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں۔ مگر قرآن مجید میں خصوصیت کے ساتھ آپؐ کو رسول مقرر کرنے کے مقاصد پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے جن کو ہم تفصیل وار نقل کرتے ہیں۔

آپؐ کی نبوتِ ابدی اور عالمگیر ہے | آپؐ کسی ایک قوم کے لیے نہیں اور اپنے زمانے کے تمام انسانوں کے لیے بھی نہیں بلکہ قیامت تک ان سب لوگوں کے لیے رسول تھے جن تک آپؐ کا پیغام پہنچے:

اور یہ قرآن میری طرف اس لیے بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے اسے خبردار کروں۔

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَآ الْقُرْآنَ
إِنذِيرًا لِّكُمْ بِهِ وَنَذِيرًا لِّ
الْآلَمَامِ (۱۱۹)

آپؐ تمام تخریفات سے پاک خالص دین پیش کرنے والے تھے | آپؐ صرف ہی نہیں کہ اپنے سے پہلے آئے ہوئے انبیاءؑ کی لائی ہوئی تعلیمات کی تردید کے بجائے ان کی تصدیق کے لیے بھیجے گئے تھے، بلکہ آپؐ کے سپرد یہ کام بھی کیا گیا تھا کہ پچھلے انبیاءؑ کی تعلیمات میں جو آمیزشیں بعد کے زمانوں میں کر دی گئی تھیں ان سب کو چھانٹ کر اُس اصل دین کو اپنی خالص صورت میں پیش کر دیں جو ابتدائے آفرینش سے نوحؑ انسانی کے لیے خدا کا مقرر کردہ ایک ہی دینِ حق تھا

یہ بات کہ آپؐ پچھلے انبیاءؑ اور کتابوں کی تردید کے لیے نہیں بلکہ تصدیق کے لیے بھیجے گئے تھے، قرآن میں

متعد مقامات پر بیان کی گئی۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حق کے کرائے
ور انہوں نے خدا کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں
کی تصدیق کی۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ
الْمُرْسَلِينَ۔

الشُّرُطُ - ۳۴

اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو خدا
رک کی وحی کے بغیر خود گھڑ لی جائے۔ بلکہ یہ تو جو
کچھ اس سے پہلے آیا ہوا تھا اس کی تصدیق اور
الکتاب (یعنی خدا کی طرف سے آئی ہوئی ہر کتاب)
کی تفصیل ہے۔ اس کے رب العالمین کی طرف سے
ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وَمَا كَانَتْ هَذِهِ الْقُرْآنُ أَنْ
يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ
تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

يُونُس - ۳۴

کتاب کی تفصیل سے مراد یہ ہے کہ تمام وہ اصول و تعلیمات و ہدایات جو خدا کی کتابوں میں پہلے آئی تھیں
ان سب کا لپٹا باب اس کتاب میں آ گیا ہے بلکہ اس میں ان کو زیادہ مفصل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔
یہ بات بھی قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان کی گئی کہ پچھلی کتابوں کے جو لوگ وارث ہوئے تھے انہوں نے اپنی
طرف سے ان میں بہت سی باتیں تبدیل یا داخل کر دی تھیں، اس لیے حضور کا یہ کام بھی تھا کہ ان کو الگ کر کے
خدا کی شریعت میں جو اصل حرام ہے اسے حرام اور جو اصل حلال ہے اسے حلال کریں:

پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں
کے لیے جو خود اپنے ہاتھوں سے ایک کتاب
لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے
ہے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ
الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ
يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔

البقرہ - ۷۹

ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو کتاب پڑھتے
ہوئے اس طرح زبان کا الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم
سمجھو جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت
ہے حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی۔ وہ

وَأَنْ فَرِيقًا مِّنْهُمْ يَلُونِ
السِّنَنَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ
مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ
الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ

عِنْدَ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
وَهُمْ يَعْلَمُونَ -

کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ
اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی اور وہ جان بوجھ
کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کرتے

ہیں - (آل عمران - ۷۸)

اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ تمام آمیزشوں سے پاک، خالص دینِ حق کی
تعلیم پیش کریں، اور جو کچھ اس میں حرام ہے اسی کو حرام اور جو کچھ اس میں حلال ہے اسی کو حلال قرار
دیں -

لَمْ يَكُنِ الْكَذِبُ كَفْرًا وَ
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ
مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ
الْبَيِّنَةُ رَأْسُوهَا مِنَ اللَّهِ
يَتْلُوا صَحَافًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا
كُتِبَ قِيمَةٌ -

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ
کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے تھے
جب تک کہ ان کے پاس رہا اور روشن نہ آجائے
یعنی، اللہ کی طرف سے ایک ایسا رسول جو
تمام آمیزشوں سے، پاک صحیفے پڑھ کر سناٹے
جن میں بالکل راست اور درست تحریریں
لکھی ہوئی ہوں -

رَأْسُوهَا - (۱۳۱)

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ
عَلَيْهِمْ -

یہ رسول نبی امی، ان کو نیکی کا حکم دیتا
اور بدی سے منع کرتا ہے۔ ان کے لیے پاک
چیزیں حلال اور نا پاک چیزیں حرام کرتا ہے
یعنی ان کے بطور خود مٹھیرائے ہوئے حلال و
حرام کو منسوخ کرتا ہے، اور ان پر سے وہ
بوجھ اتارتا ہے اور وہ بندشیں کھولتا ہے (جو)
ان کے فقیہوں اور مذہبی پیشواؤں کی موٹنگائیوں
اور ان کے جاہل عوام کے رسوم اور توہمات
کی بدولت، ان پر مسلط تھے -

رَالْعَرَف - (۱۵۷)

احکامِ الہی کی قولاً و عملاً تشریح اور تزکیۃ نفوس | آپ کے سپرد صرف یہی کام نہیں کیا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ جو علم آپ کو دیا جائے اسے لوگوں تک پہنچا دیں بلکہ یہ کام بھی کیا گیا تھا کہ خود اللہ ہی کی طرف سے اُن احکام کا جو مطلب آپ کو بتایا جائے اس کے مطابق اپنے قول اور عمل سے دین کے عقائد، احکام، ہدایات اور قوانین کی توضیح کریں اور اسی کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کے اُن کی بگڑی ہوئی زندگی کو سنواریں:

اس قرآن کو تمہیں یاد کر دینا اور پڑھنا
دینا ہمارے ذمہ ہے لہذا، اے نبی، جب
ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو تم اس کی قرأت کو
سننے رہو۔ پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے
ہی ذمہ ہے۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ
قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا
بَيَانَهُ -

(القیہ - ۱۹ تا ۲۱)

اور اے نبی یہ ذکر یعنی قرآن، ہم نے
تمہاری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں
کے سامنے اس تعلیم کی توضیح کرتے جاؤ جو ان کے
لیے نازل کی گئی ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ -

(النحل - ۴۴)

اے یہ ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے وہ حکمت بیان کر دی ہے جس کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ "ذکر" کے ساتھ ایک انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا جائے۔ ذکر تو فرشتوں کے ذریعہ سے بھی بھیجا جا سکتا تھا اور براہِ راست چھاپ کر ہر انسان تک اسے پہنچا دینا بھی اللہ کی قدرت سے دور نہ تھا۔ مگر اس سے اصل مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری تھا کہ ایک قابل ترین انسان اسے لے کر آئے۔ جن کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے انہیں اس کا پورا مطلب سمجھائے۔ جنہیں کچھ شک ہو ان کا شک رفع کرے۔ جنہیں کوئی اعتراض ہو ان کے اعتراض کا جواب دے جو نہ مابین اور مخالفت و مزاحمت کریں ان کے مقابلے میں وہ رو بہ برت کر دکھائے جو یہ ذکر لانے والے کے شایانِ شان ہو اور جو مان لیں انہیں زندگی کے ہر گوشے اور ہر پہلو کے متعلق ہدایات دے، ان کے سامنے خود اپنی زندگی کو نمونہ بنا کر پیش کرے اور ان کو تربیت دے کہ ساری دنیا کے سامنے ایک ایسا مثالی معاشرہ بنا کر دکھائے جس کا اجتماعی نظام اس "ذکر" کے فشاکی شرح ہو۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(الجمعة - ۲)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر
ایک رسول خود اپنی میں سے اٹھایا جو انہیں
اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا
ہے۔ اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں پڑے
ہوئے تھے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدٍ
آيَةً ابْتِئَاتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

(الحديد - ۹)

وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے (محمد صلی
اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیات نازل کرتا
ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال
لائے۔

(باقی)

